© rasailojaraid.com

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ

حافظ حبیب اللہ چیمہ

اِس فانی دنیا میں لاتعداد انسان پیدا ہوئے اور مالک کی عطاء کردہ عمر پوری کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ کچھ بندگان باری تعالیٰ دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو عوام کے دلوں پر حکومت قائم کر کے واپس مالک کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔ مخلوق خدا انہیں صدیوں یاد کرتی ہے، جانے والے چلے جاتے ہیں مگر نقصان ان کا ہوتا ہے جو باقی رہ جاتے ہیں۔ انہی ہستیوں میں سے ایک ہستی قطب الاقطاب خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ جن کو ہم سے جدا ہوئے ایک برس بیت گیا ہے لیکن ابھی تک عقیدت مندوں کی آنکھوں سے آنسو خشک نہیں ہوئے۔

حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ گذشتہ برس 5 رمئی 2010ء کو اس دنیا سے رخصت ہوئے جبکہ میرے والد گرامی حضرت حافظ عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ) یکم جون 2007ء کو مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے تھے۔ میرا ارادہ تھا کہ اس بار حضرت پیر و مرشد کے مضمون کے ساتھ ابا جی رحمتہ اللہ کا مضمون بھی ضم کر دوں کہ دونوں کی تاریخ وفات کا فرق ایک ماہ سے بھی کم ہے۔ ماہِ مارچ سے مضمون لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا مگر جب بھی قلم اُٹھاتا ذہن ماؤف ہو جاتا اور دل کی کیفیت بدل جاتی کہ کیا لکھوں اور کہاں سے شروع کروں۔ میری خوش بختی جاگی کہ حضرت الاستاد حافظ احمد دین نور اللہ مرقدہ کی خانقاہ احمدیہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ العالی نے 9-10، اپریل 2011ء کو خانقاہ احمدیہ سراجیہ داد ڑہ بالا ہڑپہ میں حضرت خواجہ خان محمد اور حضرت حافظ احمد دین رحمہم اللہ کی یاد میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے روحانی اجتماع کا انعقاد کیا جس میں ملک بھر سے سلسلہ نقشبندیہ کے متعلقین اور مذہبی جماعتوں کے قائدین نے شرکت کی۔ اس پروگرام کی صدارت حضرت پیر و مرشد مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ العالی نے کی اور پروگرام سے فارغ ہو کر رات کو (ابا جی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ رشیدیہ بستی سراجیہ میں) ہمارے غریب خانہ پر جلوہ افروز ہوئے۔ اگلے روز حضرت خواجہ خلیل احمد مدظلہ ساہیوال اور اوکاڑہ جبکہ 12 راپریل کو چیچہ وطنی میں حاجی محمد ایوب کے ہاں اور 13 راپریل کو خانیوال تشریف لے گئے۔ اسی دوران پھر مضمون شروع کرنے کا ارادہ کیا لیکن ذہن ماؤف، سمجھ سے باہر کہ پہلے یہ کیفیت نہ ہوتی تھی۔ بالآخر حضرت پیر و مرشد خواجہ خلیل احمد کی طرف متوجہ ہوا، حضرت سے عرض بھی کیا اور بارگاہ الٰہی میں دستِ دُعا بلند کیا کہ اے اللہ، میرے مرشد کی دعاؤں کے صدقے میرے قلم کو رواں فرما دیجیے۔ بس پھر لکھنا شروع کر دیا۔

میرے پیر و مرشد حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ سرکاری ریکارڈ کے مطابق 1920ء میں کندیاں کے موضع ڈنگ میں پیدا ہوئے لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عمر مبارک زیادہ ہے۔ ابھی آپ کمسن ہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے کہ اعلیٰ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمتہ اللہ علیہ (بانی خانقاہ سراجیہ) نے آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد عمر سے آپ کو یہ کہہ کر مانگ لیا کہ جو آپ کے پاس ہے وہ میرے پاس نہیں (اپنے بیٹوں میں سے ایک مجھے دے دو) خواجہ محمد عمر نے تینوں بیٹے پیش کر دیئے تو اعلیٰ حضرت نے، حضرت خواجہ خان محمد کو منتخب کر کے انکی ظاہری تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ روحانی توجہ بھی شروع فرمادی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم کا ذمہ حضرت پیر عبداللطیف شاہ صاحب اور حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کی گئی۔ جس کے بعد آپ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں مزید تعلیم کے لئے تشریف لے گئے جہاں بگوی خاندان کے مولانا ظہور احمد بگوی اور مولانا نصیر الدین بگوی رحمہم اللہ خانقاہ سراجیہ کے ارادت مندوں میں سے تھے آپ نے بھیرہ میں تین سال رہ کر درجہ وسطیٰ تک تعلیم حاصل کی، یہاں سے آپ دارالعلوم دیوبند اعلیٰ تعلیم کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت یہ واقعہ پیش آیا جو کہ حضرت اقدس نے خود سنایا تھا کہ ’’دارالعلوم دیوبند میں میرا داخلہ ہو چکا تھا مگر میرے دو ساتھیوں کو داخلہ نہ ملا تو اُن کے اصرار پر ہم نے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں داخلہ لے لیا جہاں دیگر اساتذہ کرام کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ بھی ہمارے استاد تھے۔‘‘ 1943ء میں آپ نے دورہ حدیث شریف کے لئے دوبارہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور عالم اسلام کی اس عظیم مادر علمی سے اپنا تعلیمی دور مکمل کیا۔

حضرت اقدس خواجہ خان محمد بلوغت کو پہنچے تو اعلیٰ حضرت مولانا احمد خاں رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی لخت جگر سے آپ کی شادی کر دی۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی فرمادیا تھا کہ ’’خانقاہ سراجیہ کی گدی پر میرا ہم نام بیٹھے گا۔ اس پر میرا فیض خاص ہوگا اور وہ امام وقت ہوگا اسے دنیا دیکھے گی۔ چاردانگ عالم میں اس کا شہرہ ہوگا اس کے اور میرے نام میں ’’الف‘‘ اور ’’میم‘‘ کا فرق ہوگا۔‘‘ اعلیٰ حضرت کے یہ الہامی کلمات سو فیصد درست ثابت ہوئے اور حضرت خواجہ خان محمد افق ولایت پر ایسے آفتاب کی طرح چمکے جس کی روشنی نے ہزاروں لاکھوں قلوب کو عشق حقیقی کی تپش سے گرمادیا 1941ء میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد خان رحمتہ اللہ علیہ اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور آپ کی شرعی وصیت کے مطابق آپ کے خلیفہ حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین ہوئے تو حضرت اقدس خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ثانی کی خدمت واطاعت میں ایک مثال قائم کر دی۔ حضرت ثانی نے بھی حضرت اقدس پر بھرپور توجہ فرمائی کیونکہ انہیں علم تھا کہ میرے شیخ نے جو امانت میرے سپرد کی ہے دراصل یہ ہی اس امانت کے وارث ہیں۔ اس بات کا اظہار حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے کئی ایک اہم شخصیات سے ملاقات میں بھی کیا تھا۔ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں حضرت اقدس خواجہ صاحب کے ذمہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے خانگی امور کی انجام دہی، لنگر خانہ کے ساتھ ساتھ خانقاہ شریف میں قائم مدرسہ سعدیہ کی تدریسی ذمہ داریاں بھی عائد تھیں۔ یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ میرا تعلق اس خانقاہ عالی سے چار پشتوں سے ہے کہ میرے پردادا حاجی غلام نبی چیمہ کا روحانی تعلق اعلیٰ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمتہ اللہ علیہ سے تھا۔ چیچہ وطنی کے علاقہ میں پہلے پہل خانقاہ سراجیہ کے متعلقین میں حاجی غلام نبی چیمہ، مولانا غلام محمد (بانی جامع مسجد)، حضرت حافظ احمد دین (دادڑہ بالا)، حکیم احمد خاں تونسوی، میر سید نذیر احمد (میر رضا الدین کے دادا جو کہ چیچہ وطنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی آبادکاری کے وقت یہاں کے تحصیل دار تھے)اور ماسٹر حاجی فضل دین ڈوگر (بھائی عابد مسعود کے دادا) قابل ذکر ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ دونوں حضرات کے خلیفہ حضرت حاجی جان محمد رحمتہ اللہ علیہ (باگڑ سرگانہ) اکثر و بیشتر چیچہ وطنی تشریف لاتے رہے ہیں ان حضرات کی توجہ اور برکت سے میر سید نذیر احمد نے بطور تحصیل دار اپنی تعیناتی میں یہ طے کیا ہوا تھا کہ شہری حدود کے دس میل کے اندر کسی غیر مسلم کو زرعی زمین الاٹ نہیں کرونگا اور وہ اپنے اس فیصلے پر عمل بھی کرتے رہے۔

1956ء میں حضرت مولانا محمد عبداللہ کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ کے مسند نشین ہوئے تو اس خانقاہِ عالی کو اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر میں روحانی طور پر روشنی پھیلانے والے آفتاب کی مانند روشن کر دیا۔ اس خانقاہ کے اکابر نے ابتدا سے ہی نہ صرف تحریک تحفظ ختم نبوت کی بھرپور سرپرستی فرمائی بلکہ ہر مشکل دور میں اس تحریک کی آبیاری میں بھرپور کردار ادا کیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء سے مل کر 1929ء میں مجلس احرارِ اسلام کی بنیاد رکھی اور 1934ء میں شعبۂ تبلیغ تحفظ ختمِ نبوت قائم کیا تو بانی خانقاہ سراجیہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد خاں نے اس تحریک کی بھرپور سرپرستی فرمائی۔ تحریک مسجد شہید گنج کے واقعہ اور لدھارام کیس میں اعلیٰ حضرت کے مشوروں اور دعاؤں نے اپنا اثر دکھایا جس کا اظہار اکابر احرار نے متعدد مقامات و واقعات میں کیا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد 1953ء میں چلنے والی تحریکِ ختم نبوت میں بھی خانقاہ سراجیہ نے اہم کردار ادا کیا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ نے خانقاہ سراجیہ اور لاہور میں اپنی قیام گاہ (بیڈن روڈ) کو تحریک کے لئے وقف کر دیا اور حضرت اقدس خواجہ خان محمد سے فرمایا کہ یا تو خانقاہ کا نظام سنبھالو اور میں تحریکِ ختمِ نبوت کے لئے کام کروں یا پھر تم تحریکِ ختمِ نبوت کے لئے وقف ہو جاؤ۔ شیخ کے حکم پر حضرت خواجہ خان محمد نے تحریکِ ختمِ نبوت1953ء میں بھرپور حصہ لیا اور میانوالی سے گرفتار ہو کر لاہور جیل میں قید بھی ہوئے۔ حضرت خواجہ خان محمد برسوں پرانی روایات کے سچے امین تھے اپنے دور کے تمام اہل علم سے حضرت خواجہ خان محمد محبت فرماتے تھے اور تمام اہل علم و دانش بھی آپ کی محبت کا دم بھرتے تھے۔ حضرت خواجہ خان محمد کا حلقہ ارادت پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، افغانستان، انگلستان، عرب ریاستوں سمیت پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر بننے کے ساتھ ہی حضرت بنوری کی خواہش و حکم پر آپ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نائب امیر منتخب کیا گیا حضرت بنوری کے انتقال کے بعد سے تادم واپسی آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت اور جمعیت علماء اسلام کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ مسلک دیوبند کی تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کو حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کی سرپرستی حاصل رہی۔

راقم الحروف کے والد گرامی حضرت حافظ عبدالرشید کی روایت ہے کہ ایک نجی مجلس میں مولانا مفتی محمود نے حضرت خواجہ خان محمد سے عرض کیا کہ زندگی موت کا علم نہیں لیکن میرے بعد فضل الرحمٰن (قائد جمعیت) کا خیال رکھنا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد نے سیاست کے اس طفل مکتب کی انگلی پکڑ کر وہ کچھ کر دکھایا کہ غیروں کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ساتھ ساتھ اپنے بھی حیران و پریشان ہو گئے۔ بابائے جمہوریت نواب زادہ نصر اللہ خاں نے بھی حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر ہی مولانا فضل الرحمٰن کی سیاسی تربیت اور سرپرستی کی حامی بھری تھی۔ یہ وہ وقت تھا کہ اگر اس وقت حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ مولانا فضل الرحمٰن کی سرپرستی نہ فرماتے تو آج حالات یکسر مختلف ہوتے۔ اس کا اظہار مولانا فضل الرحمٰن نے اپنے تعزیتی خطاب میں ان الفاظ میں کیا کہ ''میں جس محاذ پر کام کر رہا ہوں وہ طوفانوں کا محاذ ہے اور میرے راستے میں بے شمار بڑے بڑے طوفان آئے لیکن جب میں دیکھتا تو ان طوفانوں کے سامنے حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ پہاڑ بن کر کھڑے ہوتے اور طوفان ملیامیٹ ہو جاتے'' میرے والد گرامی حضرت حافظ عبدالرشید نے تعلیم مکمل کر کے پہلی بیعت خانقاہ سراجیہ کے فیض یافتہ حضرت حاجی جان محمد رحمتہ اللہ علیہ سے کی جنہیں خانقاہ سراجیہ کے بڑے اکابر نے ضلع ملتان، ضلع فیصل آباد اور ضلع ساہیوال میں اپنی نیابت عطا فرمائی ہوئی تھی حضرت حاجی جان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے پوری دل جمعی اور توجہ کے ساتھ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مقامات کی تکمیل کے بعد اس سلسلۂ عالیہ کی خلافت سے نوازا۔

1962ء میں حضرت حاجی جان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد حضرت والد محترم نے حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کی تو بعد ازاں حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے بھی کمال شفقت فرماتے ہوئے حضرت والد صاحب کو اپنی خلافت عطا فرمائی اور فرمایا کہ ''حافظ جی آپ حضرت حاجی جان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے کام کو آگے بڑھائیں لیکن حضرت والد محترم نے عرض کیا کہ آنجناب کی موجودگی میں میرے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔ حضرت والد گرامی نے ہمیشہ خود کو نمود و نمائش سے دور اور اپنی باطنی کیفیت وحیثیت کو پردۂ اخفا میں ہی رکھا۔ متعدد اسفار میں اپنے شیخ حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ رہے۔ آپ نے سفر حج۔ دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ 1980ء اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار سرہند شریف کے سفر میں متعدد بار کے علاوہ اندرون ملک سینکڑوں مرتبہ حضرت شیخ کے ہمراہ سفر کیے۔ یہاں صاحبزادہ حافظ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ (فرزند ارجمند حضرت ثانی) کا ذکر کیے بغیر چارہ نہیں جن کی محبت و شفقت خانقاہ سراجیہ سے متعلق ہر شخص کے ساتھ تھی اور ہر کسی کے ساتھ حضرت شیخ کے تعلق کا بھی بخوبی علم ہوتا تھا ہمارے لئے تو وہ خاندان کا ایک فرد تھے اور ہر مرحلے میں انہوں نے ہماری سرپرستی فرمائی۔ حضرت والد محترم سے اس قدر اُنس تھا کہ کبھی خود آ گئے اور کبھی والد صاحب کو خانیوال بلا لیا۔ حضرت کے اسفار میں والد محترم کو شامل رکھتے تھے۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں کی کرامات ظاہر ہوتی رہتی ہیں ہمارے حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کی بھی لامحدود کرامات کی گواہیاں موجود ہیں جن کا احاطہ ناممکن ہے پھر بھی...... سرگودھا کے ایک بزرگ ''نوٹوں والی سرکار'' کے نام سے مشہور تھے لوگ اُن کے پاس آتے نوٹ پھینک کر چلے جاتے لیکن وہ کسی سے بات نہیں کرتے تھے جو رقم ہوتی وہ بھی غریبوں اور اپنے دیگر متوسلین میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک دن اچانک مسکرائے اور بولے الحمد للہ، خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ قطب کے عہدے پر فائز ہو گئے اور پھر خاموش ہو گئے۔ چیچہ وطنی میں چودھری مقبول چیمہ ایک زمیندار تھے۔ بڑی عمر کے لوگ جانتے ہیں کہ مقبول چیمہ سخت مزاج اور اکھڑ قسم کے آدمی تھے اُس دور میں گاڑی کسی کسی کے پاس ہوتی تھی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

1970ء میں حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ چیچہ وطنی تشریف لائے تو میرے والد محترم کے کہنے پر مقبول چیمہ اپنی کار پر حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کو ہمارے گاؤں L-42/12 لے کر گئے۔ راستے میں مقبول چیمہ نے کار میں قوالی چلا دی حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو بند کر دو لیکن مقبول چیمہ نے اپنی طبیعت کے مطابق کہا کہ حضرت یہ قوالی ہی ہے کچھ نہیں ہوتا جس پر حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے وہ ٹیپ خود بند کر دی۔ دیکھنے اور سننے والے آج بھی زندہ موجود ہیں کہ کاریگروں نے بہت زور لگایا لیکن پھر مقبول چیمہ کی کار میں دوبارہ ٹیپ ریکارڈر نہ چل سکا اور مقبول چیمہ نے وہ کار فروخت کر دی۔ والد محترم راوی ہیں کہ 1980ء میں دارالعلوم دیوبند (انڈیا) کے صد سالہ جشن کے موقع پر ہم ہندوستان گئے ہمارا ویزہ دیوبند کی بجائے سہارن پور کا تھا میں اور صاحبزادہ حافظ محمد عابد نے سہارنپور کے ایس پی سے رابطہ کیا لیکن اس نے دیوبند کی اجازت دینے سے انکار کر دیا حضرت اقدس کی خدمت میں صورتحال عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ پرسوں دیوبند چلیں گے۔ دوسرے روز ہم دوبارہ ایس پی آفس گئے تو دیکھا کہ ایس پی سہارنپور نے دیوبند جانے کی اجازت دے دی ہے۔ والد محترم مارچ 1993ء میں ادائیگی عمرہ کے لئے حرمین شریفین گئے صاحبزادہ محمد عابد مرحوم اور حضرت استاد حافظ احمد دین رحمتہ اللہ علیہ بھی شریک سفر تھے۔ یاد رہے کہ حضرت شیخ ہوں یا صاحبزادہ محمد عابد مرحوم جس سفر میں میرے والد محترم ساتھ ہوتے مالیات اور طعام کا شعبہ والد محترم کے ہاتھ میں ہوتا۔ 1993ء کے سفر میں بھی ایسے ہی ہوا۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ ایک دن حساب کیا تو تقریباً 60 ریال حساب میں کم ہو گئے مکمل پڑتال کی لیکن حساب درست نہ ہو سکا۔ اسی دوران حرم کعبہ میں بیٹھ کر تلاوت قرآن مجید کر رہا تھا سامنے بیت اللہ شریف نظر آ رہا تھا کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور میرے رومال میں کچھ ریال رکھ کر چلا گیا میں نے دیکھا تو وہ شخص غائب ہو چکا تھا میں نے ریال دیکھے تو وہ اتنے ہی تھے جتنے میرے حساب میں کم ہو رہے تھے اس سے کم نہ زیادہ یہ واقعہ سنا کر والد محترم نے کہا کہ یہ حضرت کی دعا اور توجہ کی برکت سے ہوا والد محترم نے فرمایا کہ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد جن دنوں حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ اپنے گاؤں ڈنگ تشریف لے گئے اور وہاں مستقل قیام کی غرض سے آپ نے مسجد اور خانقاہ کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو انہی دنوں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ وہاں تشریف لائے تو حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت رائے پوری کو بتایا کہ حضرت یہاں خانقاہ اور ساتھ مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ ہے۔ کچھ دیر توقف کے بعد حضرت رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مولانا ضروریات کے مطابق کمرے وغیرہ تعمیر کر لیں لیکن مسجد تعمیر نہ کروائیں میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ خانقاہ سراجیہ ہی جائیں گے اور خانقاہ آپ کی منتظر ہے جب آپ چلے گئے تو یہ مسجد بے آباد ہو جائے گی جو کہ کسی بھی طرح جائز نہیں کہ مسجد تعمیر کر کے بے آباد کر دی جائے حضرت رائے پوری کے الفاظ کچھ ہی عرصہ بعد حقیقت کا روپ دھار گئے والد محترم نے فرمایا کہ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ہم حضرت حاجی جان محمد کی معیت میں خانقاہ شریف پہنچے تو حضرت حاجی جان محمد نے اپنے سے بہت ہی کم عمر حضرت خواجہ خان محمد کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی تو کسی نے پوچھا کہ حاجی صاحب آپ تو بڑے حضرات کے خلفاء میں سے ہیں اپنی بڑھاپے کی عمر میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک نوجوان کی بیعت کرنے کی کیا ضرورت تھی تو حضرت حاجی جان محمد نے تاریخی جملے ارشاد فرمائے کہ میں اپنے نفس کو بے لگام گھوڑا نہیں بنانا چاہتا اور حضرت حاجی جان محمد بیعت کے بعد ہمیشہ حضرت خواجہ خان محمد کی خدمت میں دوزانو ہی بیٹھتے اور بڑے حضرات کی طرح ہی حضرت خواجہ کا ادب واحترام فرماتے تھے۔

جولائی 1997ء میں حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے سرہند شریف ہندوستان کا سفر کیا تو آپ کے ہمراہ صاحبزادہ حافظ محمد عابد، حضرت حاجی عبدالرشید رحیم یار خان، مولانا محبّ النبی لاہور، اورنگ خان موسیٰ زئی شریف، محمود احمد خان اسلام آباد، حضرت حافظ عبدالرشید چیچہ وطنی اور راقم الحروف حبیب اللہ شامل تھے۔ جب ہم خانقاہ سرہند شریف پہنچے تو کچھ ہی دیر بعد حضرت اقدس کی معیت میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی وہاں عجیب واقعہ پیش آیا کہ حضرت اقدس سمیت سب حضرات مراقب ہو گئے میری کم عقلی کہیں یا جہالت کہ میں مراقبہ میں اپنے شیخ کی بجائے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہوا تو مجھے جھٹکا لگا دو تین بار یہی کیفیت ہونے کے بعد بھی جب میں نہ سمجھ سکا تو یکا یک مجھے ایسا شدید جھٹکا لگا کہ میں پیچھے جا گرا تو پھر میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے اپنے شیخ حضرت اقدس خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہوا جس سے پہلی کیفیت بدل گئی اور غیر معمولی سکون محسوس ہوا۔ بعد ازاں میں نے حضرت والد محترم سے یہ واقعہ عرض کیا تو والد صاحب نے فرمایا کہ یہ بات گستاخی کے زمرے میں آتی ہے کہ اپنے شیخ کی موجودگی میں براہ راست کسی اور سے فیض حاصل کیا جائے اور اگر شیخ موجود نہ بھی ہوں تب بھی کسی سے فیض حاصل کرتے وقت اپنے شیخ کا تصور ذہن میں رکھنا چاہیے۔ اسی سفر کے دوران حضرت حاجی عبدالرشید مدظلہ، حضرت خواجہ محمد زبیر کے مزار پر حاضر ہوئے تو مکاشفہ میں حضرت خواجہ محمد زبیر نے حاجی عبدالرشید سے فرمایا کہ حضرت خواجہ خان محمد سے کہنا کہ ہمیں بھی مل جائیں اس پیغام پر حضرت اقدس مع احباب کے حضرت خواجہ محمد زبیر کے مزار پر کافی دیر تشریف فرما رہے۔ اس سفر میں حضرت اقدس کی معیت میں وہ کچھ دیکھا اور حاصل کیا کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ حضرت خواجہ خان محمد ہمارے والد محترم کی وجہ سے ہم سب پر انتہائی کرم فرماتے تھے۔

میرے والد محترم اپریل 2003ء میں فالج کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تو کچھ عرصہ بعد حضرت اقدس میرے والد صاحب کی عیادت کے لئے چیچہ وطنی تشریف لائے اور یہ آپ کا چیچہ وطنی کا آخری دورہ تھا 2006ء میں والد محترم کا عمرہ کا پروگرام بنا لیکن ویزہ لگنے کے باوجود نہ جا سکے مئی 2007ء کو دوبارہ عمرہ کا پروگرام بنا انہی دنوں حضرت شیخ خواجہ خان محمد باگڑ سرگانہ تشریف لائے تو میں والد محترم کو لے کر باگڑ سرگانہ حاضر ہوا پہلے ہم حضرت حاجی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے وہاں مراقبہ کے بعد میں نے ابا جی سے پوچھا کہ حضرت حاجی صاحب سے اجازت مل گئی تو آپ نے فرمایا الحمد للہ۔ اس کے بعد ہم حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابا جی نے عمرہ پر جانے کی اجازت مانگی حضرت خواجہ صاحب نے مسکراتے ہوئے اجازت دی تو ابا جی نے پوچھا کہ حضرت میں نے وہیں رہنا ہے یا واپس آ جاؤں گا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا حافظ جی آپ جائیں اللہ پاک خیر فرمائیں گے۔ ہم 26ر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مئی 2007ء کو حرمین شریفین پہنچ گئے 3 دن مکہ مکرمہ رہنے کے بعد مدینہ منورہ حاضری ہوئی اور یکم جون بروز جمعۃ المبارک صبح 7 بجے ابا جی ہمیں چھوڑ کر مالک حقیقی سے جا ملے اور جنت البقیع کے اس قدیم حصہ میں تدفین ہوئی جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات واقع ہیں۔ ابا جی کی زندگی میں بھی حضرت شیخ مجھ ناچیز پر بڑی شفقت فرماتے تھے میں پیدا ہوا تو حضرت شیخ نے میرا نام رکھا۔ کمسنی کے دور میں حضرت شیخ کی گود میں بیٹھتا رہا۔ میں نے قرآن پاک حفظ کیا تو حضرت شیخ نے ختم قرآن کی تقریب میں شرکت فرمائی۔ میری تقریب نکاح میں حضرت شیخ تین دن چیچہ وطنی میں تشریف فرما رہے۔ میرے بچوں سعید احمد اور رقیہ کا نام بھی حضرت شیخ نے تجویز فرمایا یہاں پھر ایک کرامت ہوئی کہ جب سعید احمد پیدا ہوا تو سسرال والوں نے نام تجویز کیے لیکن میں نے کہا کہ نام صرف میرے شیخ ہی رکھیں گے۔ تین سال بعد جب بیٹی پیدا ہوئی تو میں نے حضرت شیخ سے نام کا عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے ننھیال والوں سے پوچھو وہ ناراض نہ ہو جائیں۔ چیچہ وطنی کے میر رضا الدین کے والد میر سید ریاض الدین جو کہ خاندانی طور پر موسیٰ زئی شریف سے لے کر آج تک خانقاہ سراجیہ سے منسلک ہیں ان میر ریاض الدین سے کسی نے حضرت خواجہ خان محمد کی کرامات کا پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے شیخ کی دو باتوں سے اتنا مغلوب ہوں کہ اور کچھ سوچتا ہی نہیں کہ سالہا سال ہو گئے دیکھتا ہوں کے حضرت اقدس کی کوئی نماز تکبیر اولیٰ کے بغیر نہیں ہوئی اور 1956ء سے حضرت سے میرا تعلق ہے میں نے بارہا کوشش کی کہ نماز تہجد کا وضو میں خود حضرت کو کراؤں لیکن پوری ہمت کے ساتھ جلدی اٹھ کر بھی دیکھا تو حضرت کو نماز میں ہی مشغول پایا۔ حضرت شیخ کے ایک مرید صوفی محمد اسلم تھے یہ صاحبِ کشف اور حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بیعت تھے۔

کئی سال پہلے چیچہ وطنی تشریف لائے میرے ابا جی سے محبت تھی ہمارے ہاں ایک ہفتہ قیام کیا میرے پوچھنے پر متعدد واقعات سنائے ایک واقعہ اس طرح سنایا کہ میں حضرت سید بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مراقب ہوا دیکھا کہ حضرت زکریا ملتانی کی مجلس ہے اور حضرت زکریا ملتانی اپنے ہاتھ سے شرکائے مجلس کو چائے دے رہے ہیں جب میری باری آئی تو فرمایا کہ تیری چائے تو کندیاں شریف ہے وہاں جاؤ یہاں کیا کر رہے ہو۔ راقم الحروف نے اپنے ابا جی کی زندگی کے آخری دنوں میں ابا جی سے عرض کیا کہ زندگی موت کا علم نہیں لیکن حضرت شیخ کے بعد ہم کس سے رابطہ رکھیں تو میرے والد گرامی نے فرمایا کہ صاحبزادہ خلیل احمد صاحب سے رابطہ رکھنا ہے اسی طرح گزشتہ سال فروری 2010ء میں حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ اور حضرت صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ سرہند شریف (ہندوستان) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ تقریباً 25 افراد بھی تھے جن میں راقم الحروف بھی شامل تھا اس دوران حضرت صوفی اشفاق اللہ واجد مجددی (جنہیں میں چچا جان کہتا ہوں) نے ایک دن بعد نماز فجر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی تو انہیں مکاشفہ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فرمایا کہ خلیل احمد کا احترام کیا کرو۔ گزشتہ سال جب حضرت اقدس اپنی بیماری کے دنوں میں سیال کلینک ملتان داخل ہوئے تو متعدد بار حاضری ہوئی اور بیماری کے باوجود ہر مرتبہ خصوصی توجہ اور شفقت فرماتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہے آخری روز انتقال سے دو گھنٹے پہلے بھی حاضرِ خدمت ہوا تو شفقت کی انتہا فرما دی کیا معلوم تھا کہ یہ آخری زیارت ہے ابھی گھر نہیں پہنچا تھا کہ اطلاع مل گئی کہ حضرت اقدس ہمیں چھوڑ گئے ۔ اگلے روز 6 / مئی کو اپنے برادرانِ مکرم حاجی عبداللطیف خالد چیمہ اور بھائی جاوید اقبال چیمہ کی معیت میں دیگر ساتھیوں سمیت خانقاہ سراجیہ حاضری ہوئی تو تاحدِ نگاہ مخلوق خدا کا ہجوم تھا۔ پوری ہمت کے ساتھ جگہ بناتے بناتے پہلی صف میں پہنچا ہی تھا کہ مجاہدِ ختم نبوت بھائی مولانا محمد علی صدیقی نے بازو سے کھینچ کر ایمبولینس کے ساتھ لگا دیا اور نماز جنازہ ادا کی گئی ۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ اب ہمارے درمیان نہیں حضرت کے تمام صاحبزادگان ہمارے سر کا تاج اور ہمارے دلوں کی دھڑکن ہیں الحمد للہ تمام صاحبزادگان نے ولیِ کامل حضرت شیخ مولانا خلیل احمد دامت برکاتہم کی سجادہ نشینی کو عطائے ربانی تسلیم کرتے ہوئے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اور خانقاہ سراجیہ کے لاکھوں خدام کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ہمت بڑھائی ہے اللہ تعالیٰ خانقاہ سراجیہ اور سلسلہ عالیہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطاء فرمائے آمین ۔

☆......☆......☆

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

© rasailojaraid.com